27-7-2020

Name - Adil Rashid

Asst. Professor (Urdu) R N COLLEGE HAJIPUR, BRABU, MUZAFFARPUR

موضوع - قصیدہ تعریف و ترکیب

Topic - Qasida tareef o tarkeeb

BA (H) - Part I

Scanned with CamScanner

قصیدہ تعریف و ترکیب

قصیدہ عربی لفظ ہے ۔ یہ وہ مسلسل نظم ہے جس کے
پہلے شعر کے دونوں مصرعے اور باقی اشعار کے آخری مصرعے
ہم قافیہ و ہم ردیف ہوتے ہیں۔ صنف قصیدہ میں ردیف
کی پابندی ضروری نہیں ہے ۔ لیکن قافیہ کا اہتمام لازمی
قرار دیا گیا ہے ۔ لغوی معنی کے اعتبار سے قصیدہ کی وجہ
تسمیہ یہ بتائی گئی ہے کہ اس میں شاعر شعوری مجموعی طور پر مضمون
کی طرف رجوع کرتا ہے ۔ اسی لئے اسے قصیدہ کہتے ہیں ۔
عربی شعر و ادب میں اس کا اپنا ایک مخصوص مزاج اور انداز ہے ۔
شعرائے عرب صنف شاعری میں روزمرہ کے حالات، حسن و عشق
کی واردات، جنگ و جدل کی حکایات اور قبائلی فضیلت
کے مضامین فطری اور حقیقی انداز میں پیش کرتے ہیں ۔

Scanned with CamScanner

شخصی مدح یا ہجو کا رواج عام نہیں تھا اور اگر کوئی ایسی تخلیق
پیش بھی کرتا تو صلہ و انعام کو دخل نہیں ہوتا۔ قصیدہ کا
اور عکاظ کی تقریبات میں جہاں ملک کے شعرا جمع
ہوتے اور اپنا کلام سناتے تھے۔ جو شاعر قصیدہ گوئی میں شرف
حاصل کرتا اسے آب زر سے لکھ کر خانہ کعبہ کے ~~دروازوں~~
دروازے پر آویزاں کر دیا جاتا تھا۔

ظہور اسلام کے بعد مدح سرائی اور ہجو گوئی کی سخت مخالفت
شروع ہو گئی۔ مذہبی اعتبار سے شاعری کوئی پسندیدہ صنف
نہیں تھی۔

اہل ایران نے عربی شاعری سے استفادہ کرتے ہوئے صنف
قصیدہ کو اپنایا مگر اس کی بنیاد مدح و ستائش پر رکھی۔

اردو قصیدے نے فارسی قصیدوں کی کوکھ سے جنم لیا۔ اس کے موضوعات بھی تقریباً وہی تھے جو فارسی قصائد کے تھے۔ چونکہ فارسی قصائد درباری شخصیتوں سے وابستہ ہو کر کسب معاش کا ذریعہ بن چکے تھے لہذا اردو شعراء نے بھی اس فن کا استعمال اسی مقصد سے کیا۔ لہذا جب تک دربار رہا قصیدہ پروان چڑھتا رہا۔

اردو ادب میں قصیدہ مدح و ہجو کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس میں شاعر بندھے ٹکے اصولوں پہ واقعات بیان کرتا ہے۔ زیادہ تر موضوعات کسی کی مدح یا برائی پر مشتمل ہوتی ہے۔ لیکن بعض دوسرے موضوعات بھی بیان ہوئے ہیں جیسے اخلاق و حکمت، انقلابات، موسم کا ذکر اور فطرت کی تصویر وغیرہ کو بھی بڑے فنکارانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ مثلاً

جوشِ گل ہے جہاں تک کرے ہے کار نظر
لالہ و نرگس و گل سے ہیں بھرے دشت و جبل

منیر

Scanned with CamScanner

ساون میں دیا پھر مہ شوال دکھائی
برسات میں عید آ گئی، قدر کی بن آئی

ذوق

ذوق نے بھی حکمت اور اخلاق کی باتوں کو اس طرح بیان کئے ہیں:

لطف خلق سے چھپ سکتے نہیں اہل صفا
پاک دنیا ہیں دنیا سے ہو پاک سرشت

نشہ دریا سے چھپ کر نکل آتا ہے گہر
فرق ہے آب میں میرے بھی اصل گوہر

سودا نے محبوب کے ظلم و ستم کو اس طرح بیان کئے ہیں:

مال و زر کیا سو دیا، عشق میں شیریں ہر بار
لقمۂ حیف نہیں راضی جو کرو اس کو بنا

قصیدے کے حجم کے سلسلے میں مختلف روایات موجود ہیں۔ ناقدین نے کم سے کم تعداد سات شعر بتائی ہے۔ مولوی قبول محمد نے اس کی تعداد بارہ [۱۲] متعین کی ہے۔ غیاث الدین نے پندرہ [۱۵] اور امداد اثر نے اکیس [۲۱]۔ رام بابو سکسینہ نے پچیس [۲۵]۔ قصیدے میں زیادہ کی کوئی قید نہیں۔ ضیاء الدین بدایونی نے سو [۱۰۰] کا شرط رکھا

Scanned with CamScanner

رکھی ہے لیکن آئینۂ محبوب۔ قدر بلگرامی، اعجاز مشق۔ عبدالرحمٰن

شاطر وغیرہ کے قصیدے ان سے بھی بڑے ہیں۔

قصیدے کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے۔ اغراض کے اعتبار سے قصیدے

کی چار قسمیں مقبول ہیں۔ (۱) مدحیہ قصائد (۲) ہجویہ قصائد

(۳) وعظیہ قصائد (۴) بیانیہ قصائد

مدحیہ قصائد بزرگانِ دین، ذی حیثیت شخصیت اور صاحب اقتدار

لوگوں سے وابستگی کی بنا پر کہے جاتے ہیں۔ ان میں ان کے کمالات کا

ذکر ہوتا ہے۔ مثلاً شیر سلطان کی شان میں لکھا گیا ذوق کا یہ شعر

اک دن اٹھا تھا گستاخانہ شہ کے سامنے

اب تک اندام میں خورشید کے ہے تھرتھری

ہجویہ قصائد میں رقیب یا کسی اور کی برائی اس کی شخصیت اور عادات و اطوار

پر طنز پیش کی جاتی ہے۔ مثلاً تضحیکِ روزگار میں گھوڑے

کا بیان سودا اس طرح کرتے ہیں۔

ہے اس قدر ضعیف کہ اڑ جائے باد سے

میخیں گڑا کے نال کی ہر اک نے استوار

وعظیہ قصیدوں میں پند و نصیحت کا بیان ہوتا ہے۔ حکایات و روایات
کے سہارے نیکی، پاکیزگی اور ایمانداری کی تلقین کی جاتی ہے۔
اچھائی کی پیروی اور برائی سے گریز کی ترغیب ہوتی ہے۔

بیانیہ قصائد میں مختلف معاملات اور کیفیات کا ذکر ہوتا ہے۔
جیسے شہر آشوب۔ میں شعرا نے اپنے زمانے کے ~~مختلف~~
مختلف واقعات کو بڑے تیکھے انداز میں پیش کیا ہے۔

اس کے علاوہ قصیدے کو قافیے کے آخری ~~وقت~~ حرف سے بھی منسوب
کیا جاتا ہے جیسے 'ج' کو جیمیہ، اور 'ل' کو لامیہ، 'م' کو میمیہ
کہیں کہیں اسے تشبیب کے مضامین کے اعتبار سے بھی منقسم کیا جاتا ہے۔
جیسے بہار کا ذکر ہو تو بہاریہ، عشق کا ذکر ہو تو عشقیہ،
ذاتی حالات کو حالیہ، زمانے کی شکایت کو شہر آشوبیہ،
اور کمالات کے ذکر کو فخریہ۔
بعض لوگوں نے اسے مختلف علامات سے بھی جوڑا ہے۔

جیسے سحر بنگلوری، فراق، زندانی اور مصحفی حزیں وغیرہ۔

ہیئت کے اعتبار سے قصیدے کی دو قسمیں مشہور ہیں۔ ① تمہیدیہ ② خطابیہ

ہمارے یہاں زیادہ تر تمہیدیہ قصائد کہے گئے۔ ان کے تمہیدی

حصے میں چار ارکان شامل ہیں۔

① تشبیب ② گریز ③ مدح یا ہجو ④ دعا

تشبیب والا حصہ جو قصیدے کا، مختلف قسم کے مضامین قلم بند

کرتا ہے۔ تشبیب کے پہلے شعر سے ہی شاعر کی صلاحیت کا امتحان

شروع ہو جاتا ہے۔

تشبیب کے اشعار مدح سے زیادہ نہ ہوں کیونکہ قصیدے کا

اصل مقصد مدح یا مذمت ہے۔ تشبیب کے اشعار جس

کی مدح میں کہے گئے ہوں اس کی شخصیت سے مناسبت رکھتے ہوں۔

مثلاً مذہبی ہستیوں کی شان میں کہے گئے قصیدوں میں عشق

و محبت کا ذکر زیب نہیں دیتا۔

Scanned with CamScanner

تشبیب قصیدہ کا وہ حصہ ہے جس سے شاعر کی علمیت اور لیاقت کا علم ہوتا ہے۔ غالب کا ~~قصیدہ~~ بہادر شاہ ظفر کی مدح میں لکھا گیا قصیدہ تشبیب کے لحاظ سے غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔

ہاں مہِ نو سنیں ہم اس کا نام
جس کو تو جھک کے کر رہا ہے سلام

یا سودا کا یہ مطلع

اگر عدم سے نہ ہو ساتھ فکر روزی کا
تو آب و دانہ کو لے کر گرہ نہ ہو پیدا

تشبیب کے بعد دوسرا اہم جز گریز کا ہے۔ اس میں شاعر بڑے محتاط انداز میں ممدوح کا ذکر چھیڑتا ہے۔ اس منزل پر آکے شاعر کوئی وسیلہ ڈھونڈھتا ہے اور اس طرح پیش کرتا ہے کہ تسلسل ٹوٹنے نہیں پاتا۔ قصیدہ گو کے لیے یہ لمحہ بڑا نازک ہوتا ہے۔ ~~یہاں دو غیر مربوط~~ یہاں الفاظ کی نشست و برخاست اور ہم آہنگی پر خاص نظر رکھنی ہوتی ہے۔

شبید

مدح یا مدحت قصیدے کا اہم جز ہے۔ اس حصے میں شاعر ممدوح کے اوصاف بیان کرتا ہے یا دشمن کی ہجو کرتا ہے۔ پہلے حصے کو مدح غائب اور دوسرے کو مدح حاضر کہتے ہیں۔

ذوق نے بہادر شاہ ظفر کی تعریف یوں کی ہے۔

مدح حاضر میں پڑھوں مطلع روشن ایسا
مطلع شمس کو بھی جس کا ہو واجب تخجیل

مدح کے بعد شاعر اپنے ذاتی حالات بیان کرتا ہے اور ممدوح و اس کے احباب کو دعا دے کر قصیدہ ختم کرتا ہے۔ اس حصے میں عرض حال نظم کرتا ہے پھر حسن طلب پیش کرتا ہے۔ جس میں اپنا مدعا ظاہر کرتے ہوئے دعائیہ کلمات ادا کرتا ہے۔ اس میں لازمی جز دعا کا ہے۔ اس میں کبھی ممدوح کے دشمنوں کے لیے بددعا بھی ہوتا ہے۔

قصیدوں کے ان اجزائے ترکیبی کو مطلع، تخلص اور مقطع کے ناموں سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

قصیدے کی زبان پرزور اور باوقار ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ نادر تشبیہات واستعارات اور صنائع بدائع کی خوبیاں بھی موجود ہوتی ہیں۔

صنف قصیدہ نے اردو شاعری کو دوام بخشا ہے۔ اس صنف نے شاعری کو موضوعاتی وسعت عطا کی، زبان کے دائرے کو وسیع کیا اور لہجے میں شکوہ، متانت اور بلند آہنگی پیدا کی۔ گرچہ قصیدے کا غالب پہلو تخیل آمیز ہے مگر حقیقت نگاری کا آئینہ دار بھی۔ ان میں فطرت کی مصوری، انسانی رنگ و آہنگ، تاریخی واقعات اور سماجی حالات کی جھلک ہوتی ہے۔

Scanned with CamScanner